اولیاء اللہ کے مراتب

اولیاء اللہ کی اقسام

اولیائے کرام کے مراتب کا تنوع:

احوال ومراتب کے اعتبار سے اولیاء کی بہت سی اقسام ہیں۔ ہم اپنے علم وتوفیق کے مطابق جمع کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل ہی توفیق دینے والا ہے۔ وہی کارساز ہے۔

انبیاء کرام:

نبوت وہ بلند ترین منصب ہے جو کسب اور کثرت طاعات اور عبادات سے میسر نہیں ہوتا۔

جوھرۃ التوحید کے مصنف نے کیا خوب کہا ہے:

نبوت کسبی امر نہیں ہے چاہے کوئی فضیلت کی انتہاء کو پہنچ جائے۔

انبیاء کرام اگرچہ بشر ہوتے ہیں مگر وحی سے ممتاز ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے وحی کی جہت سے اپنے محبوب ﷺ پر احسان کیا ہے اور ارشاد فرمایا:

﴿ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ...... ﴾

القرآن الحکیم الشوریٰ ۴۲:۵۲

ترجمہ : اور اسی طرح ہم نے بذریعہ وحی اپنے حکم سے آپ کی طرف ایک جانفزا کلام بھیجا۔

یہ روح جو اللہ تعالیٰ کے امر سے ہے اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ یہ ایک بے مثال منقبت ہے۔ بے نظیر بلندی ہے۔ بے عدیل شرف ہے۔ یہ مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ ان کے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ اس کے سب سے زیادہ اعظم ہیں۔ اس سے سب سے زیادہ ڈرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ربوبیت والوہیت کی جہت سے واحد ہے اور یہ مراتب عبودیت میں واحد ہیں۔ جس طرح عبودیت میں کوئی اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں اسی طرح عبودیت میں کوئی نبی کا شریک نہیں۔

انبیاء، صالحین کے اعلیٰ مراتب پر ہیں۔ ان کے بعد "صدیقین" کا طریقہ ہے۔

صدیقین:

انبیاء کرام کے بعد یہ سب سے اعلیٰ طبقہ ہے۔ یہ انبیاء کرام کے ورثاء ہیں۔ ان کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ سوائے قدم نبوت کے۔ نبی کے ہر قدم پر ان کا قدم ہوتا ہے۔

صدیقین کے بعد شہداء ہیں۔

شہداء:

پھر انواع، طبقات علوم اور معارف کے اختلاف کے ساتھ صالحین ہیں۔ نوع انسانی میں سے اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں ان کا ذکر کیا

ہے۔

﴿ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ج وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴾

القرآن الحكيم النساء ٤:٦٩

ترجمہ : اور جو اللہ کی اور (اس کے) رسول کی اطاعت کرتے ہیں تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور کیا ہی اچھے ہیں یہ ساتھی۔

مجذوب ، سالک:

طریق الی اللہ میں سیر کی حیثیت سے ان کی دو قسمیں ہیں۔

مجذوب اور سالک:

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو اچانک اپنی بارگاہ میں پہنچا دینا جذب ہے۔ اس میں پہلے سے ارادہ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فی الفور اس کی صفات بدل دیتا ہے۔

وہ پیتل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی عنایات کی اکسیر اس پر ڈالتا ہے تو اچانک وہ سونا بن جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے اور پہلے قدم پر ہی مستغرق ہو جاتا ہے۔

شیخ احمد بن ناصر الدین بن بنت میلق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصیدۃ السلوک الی ملک الملوک میں کہا ہے۔

وَالْجَذْبُ اَخْذَةُ عَبْدٍ بَغْتَةً بِيَدَیْ عِنَايَةٍ نَحْوَ اَمْرٍ لَيْسَ يَنْوِيْهِ

ترجمہ : جذب بندہ کو اچانک اپنی بارگاہ میں دست عنائت سے کھینچ لینا ہے۔ جس میں بندہ کا ارادہ نہیں ہوتا۔

سالک وہ ہے جس کو عنائت ایسے شیخ کامل واصل کی بارگاہ میں لے جاتی ہے جو موصل ہوتا ہے اور قدم محمدی کا وارث ہوتا ہے۔ وہ اسے ہر حال میں کتاب وسنت اور دوام

ذکر کی راہ پر چلاتا ہے اور اسے ان کمالات غیر متناہیہ تک پہنچا دیتا ہے۔ جن کا اللہ ﷻ ارادہ فرماتا ہے۔

سالک کے لئے سلوک کے بعد جذب ضروری ہوتا ہے۔ اور سالک ایسے مجذوب سے افضل ہوتا ہے جو سلوک سے پہلے ہی مرتبہ جذب پر فائز ہو جاتا ہے۔

شیخ احمد بن ناصر نے ارشاد فرمایا:

وَالْجَذْبُ اِنْ جَاءَ مِنْ بَعْدِ السُّلُوْکِ لَهُ   فَضْلٌ عَلَى الْجَذْبِ مِمَّا السَّعْىُ تَالِيْه

ترجمہ: اور جذب اگر سلوک کے بعد حاصل ہو تو یہ ایسے جذب سے بہتر ہے جو سلوک کے بغیر ہو۔

شیخ نے اس شعر میں ''السعی'' سے سلوک کا ارادہ فرمایا ہے۔ کیونکہ سالک کا سلوک جب مکمل ہو جاتا ہے تو وہ ارشاد اور رسولوں کی جانشینی کا اہل ہو جاتا ہے۔

اور مجذوب اگر شیخ کامل کے ہاتھ پر حال سے باہر نکلے اور سلوک کا حامل ہو تو وہ بھی اس طرح ہو۔ اگر اس کو استغراق میں ہی دوام حاصل رہے تو کبھی بھی صاحب ارشاد نہ ہو۔

مجذوب کی مثال اس حاجی کی ہے جس نے دور دراز کی مسافت فضا میں جہاز پر طے کی ہو۔ اس نے اثنائے سفر میں کسی جگہ اور کسی شہر کو نہ پہچانا ہو۔ اُسے اس وقت ہی خبر ہو جب وہ مکہ پہنچ جائے۔

سالک کی مثال اُس مسافر کی ہے جس نے خشکی اور دریا کا سفر کیا ہو اور ہر جگہ سے گزرا ہو۔ ہر مقام پر ٹھہرا ہو۔ آسان مشکل، دور قریب، نشیب و فراز، نرم و سخت جگہوں اور امن و خوف کے مقام پر آگاہی حاصل کی ہو اور یہ بھی پہچانا ہو کہ ڈاکوؤں اور چوروں سے کس طرح بچا اور ان سے محفوظ رہا جاتا ہے۔ ان معارف کے بعد وہ مکہ میں پہنچے۔

تو جو شخص جہاز پر سوار ہو کر مکہ المکرمہ پہنچا ہو۔ وہ لوگوں کو شہر مکہ کی راہ نہیں بتلا سکتا۔ کیونکہ وہ اس راہ پر ہی نہیں چلا اور اس نے اس راہ کو پہچانا ہی نہیں۔ بری و بحری مسافر اس امر پر قادر ہے کہ وہ لوگوں کو راہ بتلا سکے اور آسان اور کم راہ کی خبر دے۔ ان کو

راہ امن سے گزارے اور راہ خوف سے بچالے۔ اور شہر مکہ تک پہنچادے۔ یہ دونوں حاجی سالک اور مجذوب کی مثال ہیں اور اللہ ﷻ ہی بہتر جانتا ہے۔ میں نے تو وہی ذکر کیا ہے جو اپنے مشائخ سے سنا ہے۔ وگرنہ نہ میں سالکین سے ہوں نہ مجذوبین سے۔

میں اللہ ﷻ کی بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں اپنے مشائخ کا توسل پیش کرتا ہوں کہ وہ ہمیں ان مشائخ کی راہ پر گامزن کرے اور ان کی مخالفت سے بچائے۔ بے شک وہ جو چاہے اس پر قادر ہے۔ ان اولیاء کرام میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ان سے پردہ اٹھ جائے تو یقین میں اضافہ ہو جائے۔ ان میں سے کچھ اولیاء کرام ایسے ہیں کہ اگر وہ قسم یاد کریں تو اللہ ﷻ اسے پورا کر دیتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ

الصحیح البخاری ، صلح ۸	الصحیح للمسلم ،۱۳۰۲
الترمذی ، جهنم ۱۳	ابو داؤد ، دیات ۲۸
النسائی ، ٤٧٥٩	ابن ماجه ، ٢٦٤٩
مشکوٰۃ المصابیح ، ٣٤٦٠	مسند احمد بن حنبل ، ١٢٨:٣
السنن الکبریٰ ، ٢٥:٨	شرح معانی الاثار ، ٢٧١:٤
مسند الشهاب ، ١٠٠٢	كنز العمال ، ٥٩٣٢
شرح السنه للبغوی ، ٦٦:١٠	فتح الباری ، ٣٠٦:٥
تفسیر ابن کثیر ، ١١٣:٣	الاولیاء لابن ابی الدنیا ، ٤٤
مشکل الاثار للطحاوی ، ٢٩٣:١	اتحاف السادة المتقین ، ٦٤٢:٩
تذکرۃ الموضوعات للفتنی ، ١٩٣	الفوائد المجموعه للشوکانی ، ٢٥٣

ترجمہ : بے شک بندگان الٰہی میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں کہ اگر وہ اللہ ﷻ پر قسم اٹھائیں تو وہ اسے ضرور پورا کر دے۔

اس حدیث پاک کو امام بخاری ،امام مسلم ،امام ابو داؤد ،امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ان اولیاء کرام میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں جو انبیاء و مرسلین کے قدموں پر ہیں۔ یہ ہدایت یافتہ علماء ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے ہیں اس پر دلیل بننے والے ہیں۔ بارگاہ خداوندی سے خود واصل ہیں اوروں کو واصل کرنے والے ہیں، صاحبان ارشاد ہیں۔

عوارف میں فرمایا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر وارد ہے:

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَئِنْ شِئْتُمْ لَاُ قْسِمَنَّ لَکُمْ اَنَّ اَحَبَّ عِبَادِاللّٰہِ تَعَالٰی اِلَی اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُحَبِّبُوْنَ اللّٰہَ اِلٰی عِبَادِہٖ وَیُحَبِّبُوْنَ عِبَادَ اللّٰہِ اِلَی اللّٰہِ وَیَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ بِالنَّصِیْحَۃِ

عوارف المعارف ، الباب العاشر فی شرح رتبۃ المشیخۃ ٥٣

ترجمہ : مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم چاہو تو میں تمارے لئے قسم یاد کرلوں۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں کی طرف محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں سے اس کی طرف محبت کرتے ہیں اور زمین پر نصیحت سے چلتے ہیں۔

کچھ اولیاء کرام ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے۔ مگر ان کو ظہور سے رغبت نہیں ہوتی۔ کچھ اولیاء کرام ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پوشیدہ رکھتا ہے۔ مگر ان کو پوشیدگی سے کوئی رغبت نہیں ہوتی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے تابع ہوتے ہیں۔

آپ کا رب جو چاہے پیدا کرتا ہے اور ان کے لئے جو بہتر ہو اسے منتخب کرتا ہے۔

سادات صوفیہ کے ہاں جو ظہور کا طالب ہو وہ بندۂ ظہور ہوتا ہے۔ اور جو خفاء کا طالب ہو وہ بندۂ خفاء ہوتا ہے۔ اور جس کا کوئی ارادہ نہ ہو وہ بندہ الٰہی ہوتا ہے۔

اگر اللہ ﷻ چاہے تو ظاہر کر دے۔ اور اگر پسند کرے تو پوشیدہ رکھے۔

ان اولیاء کرام میں سے ہی قطب وغوث فرد جامع ہوتا ہے۔

انہیں سے دو امام ہوتے ہیں۔ قطب کی دائیں جانب اور قطب کی بائیں جانب۔

انہیں میں سے بقیہ چار قطب ہیں۔

انہیں میں سے اوتاد ہیں۔

انہیں میں سے ابدال ہیں   انہیں میں سے نقباء ہیں۔

انہیں میں سے نجباء ہیں۔   انہیں میں سے افراد ہیں۔

انہیں میں سے رجال الغیب ہیں۔

انہیں میں سے رجبیون ہیں۔ جن کا ظہور اور تصرف فقط رجب کے مہینہ میں ہوتا ہے۔ دقائق تقوی میں اولیاء کرام کے اجتہاد کے اعتبار سے مقامات ولایت میں ان کے مراتب میں اختلاف ہے۔ ان میں افضل غوث ہے جس سے بندگان الٰہی مدد حاصل کرتے ہیں۔ اس کے وسیلہ سے رحمتِ الٰہی نازل ہوتی ہے۔ پھر غوث کے بعد دونوں اماموں کا رتبہ ہے۔ اسی طرح ان کی ترتیب ہے۔

تمام قطب سے مدد حاصل کرتے ہیں۔ تمام قطب کی نگاہ میں رہتے ہیں۔ ان کا وجود سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول تک ہر زمانہ میں ضروری ہے۔

شیخ عبداللہ بن اسعد یافعی نے اس سلسلہ میں ایک حدیث پاک بیان کی ہے اور اس کی تخریج ذکر نہیں کی۔ اگرچہ کافی احادیث اسی امر کا فائدہ دیتی ہیں۔ بعض روایات مختلف بھی ہیں۔

ظاہر یہ ہے کہ یہ اختلاف اصطلاحات میں ہے اور اصطلاح میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ تمام علماء کرام جنہوں نے ان احادیث کا اعتبار کیا ہے۔ وہ ان مراتب کے وجود پر متفق ہیں۔ بہت کم علماء نے اختلاف کیا ہے۔

ہم بعض احادیث ابھی وارد کریں گے۔

ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں تین سو افراد ایسے ہیں جن کے دل سیدنا آدم علیہ السلام کے دل پر ہیں۔ چالیس افراد کے دل سیدنا موسی علیہ السلام کے دل پر ہیں۔ سات افراد کے دل سیدنا ابراھیم علیہ السلام کے دل پر ہیں۔ پانچ افراد کے دل سیدنا جبرائیل علیہ السلام کے دل پر ہیں۔ تین افراد کے دل میکائیل علیہ السلام کے دل پر ہیں۔ ایک فرد کا دل سیدنا اسرافیل علیہ السلام کے دل پر ہے۔

جب ایک فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ تین میں سے ایک کو اس کی جگہ پر مقرر کر دیتا ہے۔ اور جب تین میں سے کوئی انتقال کر جائے۔ تو اللہ تعالیٰ پانچ میں سے کسی کو اس کی جگہ مقرر فرماتا ہے۔ اور جب پانچ میں سے کوئی انتقال کر جائے تو اللہ تعالیٰ سات میں سے کسی کو اس کی جگہ پر مقرر کر دیتا ہے۔ اور جب سات میں سے کوئی رحلت فرما جائے تو اللہ تعالیٰ چالیس میں سے کسی کو اس کی جگہ مقرر کر دیتا ہے۔ اور جب چالیس میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ تین سو میں سے کسی کو اس کی جگہ پر مقرر کر دیتا ہے اور جب تین سو میں سے کوئی کوچ کر جائے تو اللہ تعالیٰ عامۃ الناس میں سے کسی کو اس کی جگہ پر فائز کر دیتا ہے۔ ان کے تصدق سے ہی بارش ہوتی ہے، فصلیں اگتی ہیں اور بلائیں دور ہوتی ہیں۔

حلیۃ الاولیاء ، ۱: ۴۰   تاریخ دمشق لابن عساکر ،

میزان الاعتدال ، ۵۵۴۹   الموضوعات لابن جوزی ، ۳: ۱۵۰

امام احمد بن حنبل نے الزھد والخلال فی کراماتِ الاولیاء کے ضمن میں سند صحیح کے ساتھ شیخین کی شرط پر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا خَلَتِ الْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ علیہ السلام مِنْ سَبْعَةٍ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهِمْ عَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ.

الزهد و الخلال فی کرامات الاولیاء

ترجمہ : روئے زمین سیدنا نوح علیہ السلام کے بعد کبھی بھی ایسے سات افراد سے خالی نہیں ہوئی جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اہل زمین پر (بلائیں) دور کرتا ہے۔

اور اسی طرح مستغفری نے دلائل النبوۃ میں امام بخاری کی مثل روایت کی ہے۔ اور یہ سات وہی اقطاب ہیں جن سے زمین کبھی خالی نہیں ہوتی۔

اور امام احمد نے الزھد و الخلال فی کراماتِ الاولیاء میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْاَبْدَالُ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا ، وَاَرْبَعُوْنَ اِمْرَأَةً كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ رَجُلًا وَكُلَّمَا مَاتَتْ اِمْرَأَةٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهَا اِمْرَأَةً

الزهد و الخلال فی کرامات الاولیاء ، مسند الفردوس ،

ترجمہ : ابدال چالیس مرد ہوتے ہیں اور چالیس عورتیں ہوتی ہیں۔ کوئی مرد انتقال کر جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ پر مرد مقرر کر دیتا ہے۔ اور جب کوئی عورت فوت ہو جائے تو اس کی جگہ عورت مقرر فرما دیتا ہے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خِيَارُ اُمَّتِيْ فِيْ كُلِّ قَرْنٍ خَمْسُمِائَةٍ وَالْاَبْدَالُ اَرْبَعُوْنَ فَلَا الْخَمْسُمِائَةِ يَنْقُصُوْنَ وَلَا الْاَرْبَعُوْنَ. فَكُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ مِنَ الْخَمْسِمِائَةِ مَكَانَهُ وَاَدْخَلَ مِنَ الْاَرْبَعِيْنَ مَكَانَهُمْ .قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنَا عَلٰى اَعْمَالِهِمْ. قَالَ : يَعْفُوْنَ عَمَّنْ ظَلَمَهُمْ يُحْسِنُوْنَ اِلٰى مَنْ اَسَاءَ اِلَيْهِمْ وَيَتَوَاسُوْنَ فِيْمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ .

حلیة الاولیاء ، ۱:۳۹ الموضوعات لابن جوزی ، ۳:۱۵۱

الفوائد المجموعه للشوكانی ، ۲٤٥ واللآلی المصنوعه للسیوطی ، ۲:۱۷۷
کنز العمال ، ۳٤٥۹۱ اتحاف السادة المتقین ، ٦:۲۹٤_۸:۳۸٦
تذکرة الموضوعات للفتنی ، ۹۲٥ فیض القدیر للمناوی ، ۳:٤٦۱

ترجمہ: ہر صدی میں میری امت کے پسندیدہ افراد پانچ سو ہوتے ہیں۔ ابدال چالیس ہوتے ہیں۔ نہ پانچ سو میں کمی ہوتی ہے نہ چالیس میں ۔ جب کوئی شخص انتقال کرتا ہے اللہ ﷻ پانچ سو میں سے کسی کو اس کی جگہ فائز فرماتا ہے۔ اور چالیس میں سے اس کی جگہ پر قائم کر دیتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ ہمیں ان کے اعمال کے بارے رہنمائی فرمائیں۔

یہ پاکیزہ صفت لوگ ظلم کرنے والوں کو معاف کر دیتے ہیں، برائی کرنے والوں سے احسان کرتے ہیں اور اللہ ﷻ نے جو انہیں عطا کیا ہے اس میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔

اسے **ابو نعیم** نے **حلیة الاولیاء** میں **سیدنا ابن عمر** رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

یہ حدیث حسن ہے۔ ز: بلند صفات سے اولیاء کرام ہی آراستہ ہوتے ہیں۔

آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْاَ بْـدَالُ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ثَلَاثُوْنَ مِثْلُ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلِ الرَّحْمٰنِ عَزَّ وَ جَلَّ. کُلَّمَامَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ . تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی .مَکَانَهٗ رَجُلًا.

مسند احمد بن حنبل ، ٥:۳۲۲

ترجمہ: اس امت میں ابدال تیس مرد ہیں۔ **سیدنا ابراهیم** خلیل الرحمٰن علیہ السلام کی طرح۔ جب ان میں سے کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اللہ ﷻ اس کی جگہ پر کسی اور کو مقرر فرما دیتا ہے۔

اسے امام احمد نے سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، یہ حدیث صحیح ہے۔

نورِ مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْاَبْدَالُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ بِھِمْ تَقُوْمُ الْاَرْضُ، وَبِھِمْ یُمْطَرُوْنَ ، وَبِھِمْ یُنْصَرُوْنَ .

الطبرانی ،

ترجمہ : میری امت میں ابدال تیس ہیں۔ ان کی وجہ سے زمین قائم ہے۔ ان کی وجہ سے بارش ہوتی ہے ان کی وجہ سے مدد و نصرت ہوتی ہے۔

طبرانی نے سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

شفیع معظم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اَلْاَبْدَالُ فِیْ اَھْلِ الشَّامِ وَھُمْ اَرْبَعُوْنَ کُلَّمَامَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ رَجُلًا یُسْقِیْ بِھِمُ الْغَیْثُ وَیُنْصَرُبِھِمْ عَلَی الْاَعْدَاءِ وَیُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الشَّامِ بِھِمُ الْعَذَابُ .

الطبرانی ، مسند احمد بن حنبل ، ۱:۱۱۲

ترجمہ : ابدال اہل شام سے ہیں اور وہ چالیس ہیں۔ جب بھی کوئی شخص فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی جگہ پر کسی کو فائز فرما دیتا ہے۔ ان کی وجہ سے بارش ہوتی ہے۔ دشمنوں پر ان کی وجہ سے مدد ہوتی ہے۔ اہل شام سے عذاب ان کی وجہ سے ٹلتا ہے۔

امام احمد نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

ابن عساکر نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اِنَّ الْاَبْدَالَ بِالشَّامِ یَکُوْنُوْنَ اَرْبَعِیْنَ رَجُلًا بِھِمْ تُسْقَوْنَ الْغَیْثَ وَبِھِمْ تُنْصَرُوْنَ عَلٰی اَعْدَائِکُمْ وَیُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الْاَرْضِ الْبَلَاءُ وَالْغَرَقُ .

الامام ابن عساکر ،

ترجمہ : ابدال شام میں ہوتے ہیں۔ یہ چالیس مرد ہوتے ہیں۔ان کی وجہ سے بارش ہوتی ہے۔ان کی وجہ سے دشمنوں پر مدد حاصل ہوتی ہے اور اہل زمین سے بلا اور غرق دور رہتی ہے۔

امام احمد ،امام ترمذی اور امام حاکم نے مستدرک میں سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

اَغْبَطُ النَّاسِ عَبْدِی الْمُؤْمِنُ خَفِیْفُ الحَاذِ ذُوحَظٍ مِّنَ الصَّلٰوۃِ ، اَحْسَنُ عِبَادَۃِ رَبِّہٖ وَاِطَاعَۃُ فِی السِّرِّ غَامِضًا فِی النَّاسِ لَا یُشَارُ اِلَیْہِ بِالْاَصَابِعِ ، وَکَانَ رِزْقُہٗ کِفَافًا فَصَبَرٌ عَلٰی ذٰلِکَ عَجِلَتْ مُنِیَّتُہٗ وَقَلَّتْ بَوَاکِیْہِ ، وَقَلَّ تُرَاثُہٗ .مسند احمد بن حنبل ، ۵:۲۵۲_۲۵۵ الجامع الترمذی ، زهد ۳۵ المستدرك للحاكم ،

ترجمہ : لوگوں میں سب سے زیادہ رشک انگیز میرا وہ مومن غلام ہے جو قلیل العیال اور قلیل المال ہے نمازوں کا پابند ہے۔اپنے پروردگار کی عمدہ عبادت کرتا ہے لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر پوشیدگی میں اطاعت کرتا ہے۔انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔اس کا رزق بھی پورا ہی ہوتا ہے وہ اس پر صبر کرتا ہے۔اس کی موت جلد آتی ہے۔اس پر رونے والے کم ہوتے ہیں۔اور اس کی وراثت کم ہوتی ہے۔

امام مناوی نے کہا:

امام حاکم ارشاد فرماتے ہیں:

یہ سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور ان کی امثال کے اوصاف ہیں۔اور اولیاء میں ان سے بھی بلند مرتبہ وہ شخص ہے جو اللہ عزوجل کے قبضہ میں ہے،اسی سے بولتا ہے،اسی سے دیکھتا ہے،اسی سے سنتا ہے،اسی سے پکڑتا ہے۔اللہ عزوجل نے اسے صَاحِبُ لِوَاءٍ

الاولیــــــاء بنایا ہے۔ یہ اہل زمین کے لئے امان ہے۔ اہل آسمان کے لئے محل نظر ہے۔ اللہ ﷻ کا خاص ہے۔ اس کی توجہ کا مرکز ہے۔ اس کے راز کا معدن ہے اس کا کوڑا ہے اس سے اپنی مخلوق کو ادب سکھاتا ہے۔ اس کی زیارت سے دل زندہ ہوتے ہیں۔ یہ اولیاء کا امیر ہے ان کا قائد ہے۔ یہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اپنے پروردگار کی ثنا کرتا ہے۔ اللہ ﷻ اس پر فرشتوں کے روبرو فخر کرتا ہے اور یہ قطب ہے۔ بسا اوقات قطب ہم میں ظاہر ہوتا ہے۔ مگر اسے پہچانتا وہی ہے جسے اللہ ﷻ کی عنایت حاصل ہو۔ اس کی معرفت اور اس تک رسائی فقط اسے ہی حاصل ہوتی ہے جسے اللہ ﷻ محبوب رکھتا ہے کیونکہ یہ اللہ ﷻ کا سرِ مکنون، کنزِ مستور اور رمزِ اعلیٰ ہوتا ہے۔

بسا اوقات لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں اور حقیر جانتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس کی اللہ ﷻ کی بارگاہ میں قدر و منزلت سے بے خبر ہوتے ہیں۔

حکایت ہے کہ اہل بسطام ایک بار بارش کی طلب میں نکلے۔ وہ واپس لوٹے اور بارش نہ ہوئی پھر ایک نوجوان شخص نکلا اور اس نے اپنے سر کو اشارہ کرتے ہوئے کہا:

اے اللہ اس کے صدقہ سے جو اس سر میں ہے بارش عطا فرما! اس کی دعا کے بعد اللہ ﷻ نے بارش عطا کر دی۔

بعض علماءِ شہر اس کلام کو سن رہے تھے۔ انہوں نے اس سے کہا تیرے سر میں کیا ہے۔؟

فرمایا:

دو آنکھیں، جس نے بایزید کو دیکھا ہے۔

لوگوں کہا:

اے مردِ درویش۔ ابو جہل نے اپنی دونوں آنکھوں سے نبی معظم ﷺ کو دیکھا اور اسے اس رویت سے فائدہ نہیں ہوا۔ حالانکہ وہ اللہ ﷻ کے رسول ہیں اور افضل جہاں ہیں۔

اس مردِ حق نے جواب دیا:

ابو جھل نے نبی اکرم ﷺ کو نہیں دیکھا۔ اس نے تو یتیمِ ابو طالب کو دیکھا۔ تو وہ شخص خاموش ہو گیا۔

یہ کتنا حسین جواب تھا۔

یعنی ابو جھل نے تعظیم و تکریم کی نظر سے نہیں دیکھا۔ اگر وہ تعظیم کی نگاہ سے دیکھتا تو مسلمان ہو جاتا اور مخالفت پر قادر نہ رہتا۔ اور اس کو اطاعت کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔ اس نے حقارت کی نظر سے دیکھا۔ فرماں برداروں کی صف سے گر گیا اور خوش بختی کے دروازے اس سے بند ہو گئے۔ کیونکہ سعادت مندی کی چابی نبی انور ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ اس بنا پر بد بختی کی منازل کی طرف اسے دھتکار دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو اس سے پناہ عطا فرمائے۔ ہمیں اولیائے کرام کے طریق پر چلائے اور ہمارا حشر ان کے ساتھ کرے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔ یعنی انبیاء کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ اور یہ پاک باز لوگ کتنے اچھے رفیق ہیں۔

کسی نے قدرت الٰہیہ کی کیا خوب ترجمانی کرتے ہوئے کہا ہے۔

اور یہ عز بن عبد السلام معروف با مام مجاھد رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔

أَيُّهَا الْخَاطِبُ مَعْنَى حُسْنِنَا مَهْرُنَا غَالٍ لِمَنْ يَخْطُبُنَا
جَسَدٌ يَفْنِىْ وَ رُوْحٌ لِلْعَنَاءِ وَ عُيُوْنٌ لَا تَذُوْقُ الْوَسْنَا
وَ فُؤَادٌ لَيْسَ فِيْهِ غَيْرُنَا فَاِذَا مَا شِئْتَ اَدِّ الثَّمَنَا
فَافْنِ اِنْ شِئْتَ فَنَاءً سَرْمَدًا فَالْفَنَا يُدْنِىْ اِلٰى ذَاكَ الْفَنَاءِ
وَاخْلَعِ النَّعْلَيْنِ اِنْ جِئْتَ اِلٰى ذٰلِكَ الْوَادِىْ فَفِيْهِ قُدْسُنَا
وَ عَنِ الْكَوْنَيْنِ كُنْ مُنْخَلِعًا وَ اَزِلْ مَا بَيْنَنَا مِنْ بَيْنِنَا

وَاِذَا مَا قِيلَ مَنْ تَهْوٰى فَقُلْ اَنَا مَنْ اَهْوٰى وَمَنْ اَهْوٰى اَنَا
وَصَلٰوۃُ اللّٰہِ تَغْشٰی الْمُصْطَفٰی وَ کَذَا اٰلِ وَ صَحْبٍ فَطَنَا

ترجمہ: اے ہمارے حسن کے طالب۔ پیغام دینے والوں کے لئے ہمارا مہر بہت زیادہ ہے۔جسم فنا ہو جاتا ہے اور روح کے لئے مشقت ہے۔آنکھیں نیند کا ذائقہ نہیں چکھتیں اور دل اس میں ہمارا غیر نہیں ہے سو جب آپ کا دل چاہے قیمت ادا کرو فنا ہو جاؤ اگر تو فنائے ابدی کا طالب ہے۔سو یہ فنا اس فنا کے قریب لے جاتے ہیں۔اگر تو اس وادی کی طرف آئے تو جوتے اتار دے۔کیونکہ اس میں ہماری قدس ہے دونوں جہانوں سے جدا ہو جا۔اور ہمیشہ ہمارے درمیان رہ۔اور جب تجھ سے کہا جائے تو کس سے محبت کرتا ہے تو کہہ کہ میں محبت کرتا ہوں اور جس سے محبت کرتا ہوں وہ میں ہوں۔اللہ تعالیٰ کی رحمتیں مصطفیٰ ﷺ پر چھائی رہیں اسی طرح آل اور ذہین صحابہ رضی اللہ عنہم پر۔